جامع اور مؤثر تحریکی کام کا خاکہ

(حالیہ انتخابی مہم اور مستقبل کو ملحوظ رکھتے ہوئے)

جناب نعیم صدیقی صاحب

میں ترجمان القرآن میں لکھ چکا ہوں کہ سیاسی و انتخابی دائرے میں ہمارے سامنے محض افراد نہیں ہیں بلکہ لادینیت، مغربیت، وڈیرہ ازم، جاگیرداری، غنڈہ گردی، برادریوں کی عصبیتیں، ضمیر کش دولت کی پیدا کردہ بدعنوانیاں، تسلط یافتہ بیوروکریسی اور طرح طرح کے ازموں سے بنی ہوئی ایک آہنی فصیل پیش قدمی میں حائل ہے، اور یہ فصیل انگریزی غلامی کے دور سے آج تک اپنی ساخت میں جوں کی توں ہے۔ اس دیوار میں سے چند اینٹیں اکھیڑ کر ان کی جگہ چند نئی اینٹیں اپنی پسند کی لگا دینے سے اصل مدعا حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرورت اس کی خاص خاص برجیوں کو توڑ کر اتنا کمزور کر دینے کی ہے کہ بعد میں لگنے والے چند دھکے اسے گرا سکیں۔

اس مہم کے لیے ہمارے پاس نہ برادریوں کی قوت ہے، نہ فرقہ بندیوں کا سہارا ہے، نہ روپے پیسے کا زور ہے، نہ جاگیریں ہیں، نہ بیوروکریسی کی حمایت ہے، بلکہ ہماری تمام تر قوت ہمارا نظریہ حیات اور اسلامی تحریکِ انقلاب ہے اور اس قوت کو روبعمل لانے کے لیے ہمیں اس نظریہ و تحریک کے علمبرداروں کی زیادہ سے زیادہ اور روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد درکار ہے۔ اس تعداد کے حصول میں اگر ہم کوتاہ رہتے ہیں تو سارا کھیل خراب ہوتا ہے، اسے اگر ناجائز طریقوں سے حاصل کرتے ہیں تو درحقیقت ہم مخالفِ اسلام قوت ہی کا کام کرتے ہیں اور اگر ہم دعوتِ حق کے راستے سے، شدید جانفشانی کر کے اسے حاصل کرنے اور بڑھانے میں — اور

یہ یقین ممکن ہے ــــــــ تو بازی سر ہو سکتی ہے۔

اسی شعور کی بنا پر یہ خاکہ احباب کے لیے ایک مشورہ کے طور پر میں نے چند ہی روز پہلے مرتب کیا تھا[1]۔ اس کا محرک بعض دوستوں کی یہ سرسری رائیں ہوئی تھیں کہ ہم اپنے دعوتی، تربیتی اور تحریکی کام کے ذریعے کبھی ایسی حالت میں نہیں آسکتے کہ ناجائز انتخابی ہتھکنڈوں سے پرہیز کرتے ہوئے اور دیانت و شرافت کے اُصولوں کو محکم رکھتے ہوئے کوئی انتخابی معرکہ جیت سکیں۔ میرا نقطۂ نظر بہت پہلے سے اس کے خلاف تھا۔ خاص طور پر لاہور کے پچھلے ۲۵، ۳۰ سالہ دَور کے کام کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس کی روشنی میں ملک بھر کی دعوتی سرگرمیوں کا تصور کرتے ہوئے میری رائے یہی رہی کہ جو کام ہونا چاہیے اور جس کی روایات شروع شروع میں حُسن و خوبی سے قائم ہوئی تھیں، نہیں ہو رہا۔ سب سے بڑی کوتاہی بالمشافہ گفتگوؤں اور رابطوں اور خدمتی تعلقات میں رہی ہے۔ یہ سلسلہ منقطع رہا کہ روزانہ یا ہفتہ میں دو ایک بار خصوصی دعوتی ملاقاتوں کے لیے نکلا جائے، موقع کی ضروریات کے مطابق لٹریچر تقسیم کیا جائے، لوگوں کے سماجی اور گھریلو حالات میں خاص دلچسپی سے حصہ لیا جائے، ان کی نجی اور محلہ داری یا اجتماعی اور دینی تقاریب میں شرکت کی جائے۔ عام قسم کے ذاتی یا گھریلو یا محلہ داری مسائل کے حل میں مدد دی جائے۔ مریض اور معذور افراد کی خود مدد کرنے کے علاوہ اڑوس پڑوس کے لوگوں کو آمادہ کیا جائے، نادار بچیوں کے نکاح کے لیے انتظامات کرائے جائیں، بیواؤں اور یتیموں کے مصائب کا بوجھ کم کرایا جائے وغیرہ۔ غرضیکہ عام طور پر تحریکِ اسلامی کے کسی گھر کے متعلق ہر طرف یہ محسوس کیا جائے کہ انسانوں کے لیے محبت و ہمدردی کا ایک سرچشمہ جاری ہے اور ایمان اور کردار کی ایک روشنی مل رہی ہے۔

---

[1] کام کا جو منصوبہ جماعت کی طرف سے پاس کیا گیا ہے۔ اِس سے فی نفسہٖ مجھے کوئی اختلاف تاحال نہیں ہے۔ یہ خاکہ کوئی جوابی خاکہ نہیں ہے۔ بلکہ اسے منصوبے کے بجائے بعض نکات کی تعبیر سمجھا جائے۔ خیال رہے کہ یہ اس سے پہلے لکھا جا چکا تھا۔

خاصے لمبے عرصے سے زیادہ تر انحصار پوسٹروں، ہینڈ بلوں، پمفلٹوں، جلسوں، تقاریر اور بیانات پر ہوگیا ہے اور ہماری سرگرمیوں کا بڑا حصہ دفتری زندگی اور دفتری اجتماعات قرار پاگئے ہیں۔ حتیٰ کہ پاس پڑوس کی عام معلومات اور لوگوں سے علیک سلیک کی رسم بھی مدھم پڑتی جا رہی ہے۔ بلکہ کہیں کہیں مخالفین ہی کے لیے نہیں، تحریک سے اختلاف کرنے والوں اور دعوتِ اسلامی کے ناواقف لوگوں تک کے لیے ایک طرح کی مخفی کراہت و تحقیر نہیں تو بے نیازی ضرور پائی جاتی ہے۔ سچائی کے علم سے محروم اور دین سے دُور افتادہ تمام لوگ مریضوں اور زخمیوں کی طرح ہمدردی کے مستحق ہیں اور سچے جذبۂ محبت سے ان کی مدد اور دستگیری کرنا کسی بھی داعیٔ حق کی بھاری ذمہ داری ہے۔

پچھلا غیر جماعتی دَور جو ساڑھے سات سال پر محیط تھا، ہم نے کچھ تو جمود میں، کچھ اضطراب میں، کچھ مایوسی میں اور کچھ آپس کی بحثا بحثی میں گذار دیا۔ اور اصل کام سے اپنے آپ کو چھٹی پر سمجھا۔ ورنہ نہایت ہی کم معیار کی کارکردگی کے تصوّر سے اگر اتنا سیدھا سا اوسط سامنے رکھا جائے تو ہر فرد سال بھر کی دعوتی محنت سے فقط دو[1] افراد کو تحریک کے دائرے میں لاتا تو سات سال میں ۱ : ۱۲۸ کی نسبت سے اضافہ ہوتا۔ مجھے صدمہ ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا وقت کچھ ایسی لاپروائی سے ضائع کیا جیسے ہم پر خدا پرستانہ تحریک کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ اس کوتاہی کے بعد جب ہم حالات کی ناسازگاری کا، اور عامۃ الناس کی بے توجہی کا اور ووٹروں کے عدم تعاون کا مایوسی کی لے میں ماتم کرتے ہیں تو مجھے انسان کی زیرکی کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح وہ اپنی کوتاہ کاریوں سے نگاہیں چرا کر سارا الزام دوسروں پر ڈال دیتا ہے۔

انتخابات کے تجربے میں ہمارے کام کا سارا ماحصل سامنے آگیا ہے، اور میری رائے یہ ہے کہ اگر ہم اپنی کوتاہ کاریوں کا صحیح تجزیہ کر سکیں تو آئندہ پانچ سال میں ملک کے کوئی سے بھی پسندیدہ حلقے کو ہم اس حد تک تیار کر سکتے ہیں کہ انتخابی عمل کو شروع کرتے وقت پہلے سے ہمارے پاس

---

[1] سالانہ کارکردگی کی یہ انتہائی کم مقدار ہے، صحیح اوسط ۵ ہونی چاہیے۔ جو لوگ زائد کام کر سکیں تو ان کی ہمت!

۴ تا ۵ ہزار مخلص فعال کارکن موجود ہوں۔ اور ایسی صورت میں ہرگز مشکل نہیں کہ مہینہ دو مہینہ کی جانفشانی سے روپے، برادری، فرقہ واریت، غنڈہ ازم، جعلی ووٹنگ اور ہر دوسری مزاحمت کا مقابلہ کر کے فتح حاصل نہ کی جا سکے۔ بلکہ میں تو یہ تک کہتا ہوں کہ کتنے ہی حلقوں کا کام اتنا پختہ ہو سکتا ہے کہ وقت آنے پر ہم چیلنج کر کے کہہ سکیں کہ یہ ہیں ہمارے حلقے، جس کا جی چاہے یہاں ہم سے مقابلہ کر لے۔ آخر کل ہی تو ہمارے سامنے ڈاکٹر نذیر شہید نے مثال قائم کر کے چھوڑی ہے کہ پیپلز پارٹی کے تیز و تند سیلاب کے امنڈنے کے باوجود، باہر سے آئے ہوئے ایک مہاجر نے ہر قسم کی مزاحمتوں کو شکست دے کر آئندہ کے لیے کام کرنے والوں کو راستہ دکھا دیا۔ آج کسی اور جگہ وہی کچھ کیوں نہیں ہو سکتا؟

ہر حلقے میں ویسا ہی زوردار کام کیا جا سکتا ہے اور جگہ جگہ تھوڑے بہت طریقوں کا ادل بدل بھی ہو سکتا ہے۔

آئندہ صفحات میں کاموں کا ایک خاکہ دیا جا رہا ہے جسے ابھی مکمل نہ سمجھا جائے بلکہ اور حضرات کے مشورے بھی جمع ہوتے رہیں گے۔ لیکن ایک انتباہ ضروری ہے۔ ہمارے کام کا اصل ہدف اقامتِ دین اور ہماری ابتدائی دعوت خدا پرستی اور اخلاقِ حسنہ کی ہے۔ انتخابات محض ایک دائرۂ کار فراہم کرتے ہیں۔ جس طرح مساجد میں، نظامِ تعلیم میں، عائلی زندگی میں، ادب میں، اعانتِ مہاجرین میں، عالمِ اسلامی کی فلاح طلبی میں کئی قسم کے میدان ہائے کار ہمارے سامنے ہیں۔ اسی طرح ایک میدانِ کار انتخابات کا بھی ہے۔ اس گذارش سے مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ ماسوا عین دورِ انتخاب کے، ہمیں لوگوں کو ووٹ دینے کے لیے نہیں کہنا ہے بلکہ خدا پرستی اور پابندیٔ دین اور پیرویٔ اخلاقِ حسنہ کی تلقین کرنی ہے۔ یہ قدرتی نتیجہ خود نکلے گا کہ جو لوگ صحیح تصورِ دین کے ساتھ دعوتِ حق قبول کریں گے۔ وہ جس طرح دوسرے مختلف دوائر میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے، اسی طرح انتخابی دائرے میں بھی تعاون کریں گے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم فقط ایک پارلیمنٹری پارٹی بن کر رہ جائیں اور صرف ووٹوں اور سیٹوں اور وزارتوں کی اصطلاحوں کے کانٹے پر دینی اصول و اقدار کو تولنے لگیں۔

راقم کا خیال ہے کہ صرف ایک تخمینہ کے طور پر تو یہ اوسط سامنے رکھ لینا چاہیے کہ تحریک کا

ہر فرد رکن ہو یا فعال کارکن، یا حامی و ہمدرد، سال بھر میں کم سے کم دو افراد کو تحریکی حلقوں سے کسی نہ کسی درجے میں وابستہ کرے۔ ارکان کی بھرتی کے لیے منصوبہ بندی کے تحت تعداد معین کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ محض "ٹارگٹ" پورے کرنے کے لیے کچی بھرتی نہ ہونے لگے جو اس سے پہلے بھی تھوڑی بہت ہوئی ہے اور غیر محسوس طور پر اس کے بُرے اثرات بھی پڑے ہیں۔ اس بات کو جانچنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے نئے ارکان میں سے کس کس نے بنیادی لٹریچر بھی پوری طرح پڑھا نہیں ہے؟ کیا بعض لوگ اُس رضاکارانہ اسپرٹ کے معاملے میں کمزور نہیں ہیں جو حدودِ شریعت کا ایسا وفادار پابند بناتی ہے کہ آدمی کی خواہشات کے دباؤ سے اُس کی عقل بے جا تاویل بازی کی جرأت نہیں کر سکتی۔ نگاہِ احتساب سے کسی ایسے شخص کو بھی امان نہیں ملنی چاہیے جو جماعت کی طے کردہ پالیسیوں کے خلاف برسرِعام باتیں کر کے پھر بھی نہ صرف رُکن رہے بلکہ نئی کچی بھرتی کا آدمی ہونے کے باوجود کسی ذمہ داری کے لیے بھی موزوں قرار پائے۔

ہماری دعوت کی بہت بڑی قوت خود ہمارا پابندِ اُصول ہونا اور اپنے اعتقادات و کردار کے معیار اور اپنے تحریکی تشخص کا تحفظ کرنا ہے۔ اگر ہم اپنے اُصولوں اور کردار اور تشخص میں لچک پیدا کرتے جائیں اور جو لکیریں جواز و عدم جواز کی کھینچی تھیں انہیں آگے پیچھے کرتے رہیں تو ہماری ساکھ خراب ہوگی ـــــ اپنے اندرونی حلقوں میں بھی اور باہر کے زیرِ دعوت حلقوں میں بھی۔

اِس خاکے میں اصل زور نتائج کی مقداروں کے تعین پر نہیں دیا گیا بلکہ کام کے ساتھ مساعی اور تدابیر کے خطوط تجویز کیے گئے ہیں۔ اگر ان خطوط پر لگن اور محنت سے کام کیا جائے اور اسے مسلسل جاری رکھا جائے تو نتائج از خود نکلیں گے۔ ایک فرد اگر سال بھر میں ۲ افراد کو متاثر کرنے کی اوسط کے مطابق کام کرے تو آئندہ پانچ سال میں ہماری قوت کا مجموعی اضافہ ۱ : ۳۲ کے تناسب سے ہونا چاہیے۔ یعنی ارکان، متفقین، ہمدرد اور حامی آج اگر ۲ لاکھ ہیں تو پانچ سال بعد ان کو ۶۴ لاکھ تک پہنچ جانا چاہیے۔

مساعی اور تدابیر

کام کرنے کے حسبِ ذیل روایتی طریقے برقرار رکھے جائیں:

تقاریر، جلسے، اجتماعات، بیانات، قراردادیں، پوسٹر، پمفلٹ، تقسیم لٹریچر، درس،

تربیت گاہیں وغیرہ۔

ذاتی رابطوں کی توسیع

ہم محلہ اور ہم کار اور خصوصی واقفیت کے حلقوں میں بیمار پرسی، شرکتِ جنازہ و دیگر تقاریب میں شرکت۔

خصوصی حوادث کی شکل میں ہمدردانہ دلچسپی — مثلاً گھر میں آگ لگ گئی، چوری ہو گئی یا کوئی قتل، یا ناجائز گرفتاری کا واقعہ پیش آ گیا۔

اپنے محلے، اپنے بازار یا اپنے دفتر سے متعلقہ اجتماعی بہبود کے لیے دوسروں سے تعاون، بلکہ خود ایسے کاموں کے لیے اجتماعیت پیدا کرنا۔

اپنے اپنے دلچسپی کے حلقوں — مثلاً کاروباری، علمی، ادبی، سیاسی، صحافتی وغیرہ میں جماعتی رابطے کے بغیر شریف اور فعال لوگوں میں سے چند کے ساتھ آہستہ آہستہ دوستی کی نشوونما۔

اجتماعی آفات کی صورت میں بستی، محلے اور دیگر حلقوں میں مصیبت زدوں کی خدمت اور لوگوں سے تعاون کے لیے پہنچنا۔

ضرورت مندوں کو جائز امور کے لیے درخواستیں تیار کر دینا، خاص قسم کے فارم حاصل کر دینا، دفتروں یا اداروں سے رابطہ کرنے میں ان کی رہنمائی اور مدد کرنا۔

تعلیمی داخلوں اور ہسپتالوں میں مریضوں کے داخلے کے لیے خاص توجہ سے کمزور اور غریب اور دوسرے مدد طلب کرنے والوں کی جائز مدد کرنا۔[۱]

ہسپتالوں کے ڈاکٹروں، پرائیویٹ معالجوں، وکیلوں، ایڈیٹروں، پروفیسروں، ہیڈ ماسٹروں، استادوں، پٹواریوں، واپڈا کے افسروں اور کارکنوں، سوئی گیس والوں اور دیگر با اثر افراد میں سے بعض کے ساتھ تعلقات رکھنا۔

---

[۱] یہ احتیاط ضروری ہے کہ محض جتھا بندی کی بنا پر حقداروں کی حق ماری کر کے نااہل اور ناموزوں افراد کو آگے نہ بڑھایا جائے۔

بجلی، پانی، سوئی گیس، ٹیلی فون اور دیگر روزمرہ امور میں لوگوں کی مختلف مشکلات حل کرانے میں ان کی رہنمائی کرنا اور مدد دینا۔

زکوٰۃ کے مستحقین کی درخواستیں تیار کرا کے ان کے لیے مدد حاصل کرنا، اُن میں فطرانے اور قربانی کے گوشت کی تقسیم میں خود پیش پیش رہنا۔

بڑے درجے کے عمائد ہوں یا عام کارکن، اپنی اپنی سطح پر سب کا یہ اہتمام کرنا کہ وہ تعلقات کے حلقے بنائیں۔ اور اپنے تمام اوقات کو دفتروں اور جلسوں ہی میں نہ کھپا دیں۔ کیونکہ انسانی علائق سے الگ بیٹھ کر کام کرنے سے صحیح تحریکی مزاج پیدا نہیں ہوتا۔

کسی بھی شہر میں جانے پر عمائدین کی طرف سے خاص طور پر یہ اہتمام کہ وہ وہاں معتدل مزاج علماء سے ملیں، جماعت سے باہر کی بھی بعض شخصیتوں سے ملیں۔ اہم اخباری افراد سے بھی رابطہ پیدا کریں۔

جن لوگوں سے دوستی ہو جائے اور روابط کا سلسلہ چلے، ان کے ہاں کبھی کبھار خود جا کر بات چیت کرنا اور کبھی ان کو کھانے چائے پر یا اس کے بغیر مدعو کرنا۔

ابتدائی قسم کے رابطوں کے دائرے میں ملاقاتوں اور گفتگوؤں میں گردوپیش کے حالات، وقتی خبروں، اخلاقی بگاڑ اور خود مخاطب کی کسی پریشانی کے حوالے سے خدا پرستی کی طرف توجہ دلانا۔ پھر جہاں جہاں بات آگے بڑھے، وہاں لٹریچر سے کام لینا اور اجتماعات وغیرہ کے لیے ذاتی طور پر ساتھ لینا۔

تمام اکابر و ارکان اہتمام رکھیں کہ آس پاس کی مساجد کے خطیبوں اور ائمہ کو کسی خاص موضوع پر بات چیت کے لیے مہینے میں ایک بار جمع کریں اور چائے یا کھانے سے ان کی تواضع کریں۔ موضوعات بحث "غلبہ دین کا طریقہ"، "اتحادِ ملت"، "رفع نزاعات"، "فتنہ ہائے عصر حاضر" اور "دنیا کے مظلوم مسلمانوں کے تحفظ" وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ بات چیت کو کسی تلخ بحث کی طرف نہ جانے دیا جائے۔

اداروں کے ذریعے رابطے

جہاں ممکن ہو، پرائمری، مڈل یا ہائی اسکول یا ٹیوٹوریل کوچنگ کلاسز کا اجرا۔ برائے

طلبہ و طالبات۔ ایسے اداروں کے ذریعے طلبہ کی اسلامی نہج پر تربیت اور ان کے والدین میں اثر و نفوذ۔ طالبات کے اداروں میں پردے (چھوٹی ہوں تو دوپٹوں اور بڑی ہوں تو برقعوں) کی لازمی ترویج۔

○ طبی مراکز جو پہلے بھی ہیں، ان میں اضافہ کرنا۔ نیز ان میں تحریکی افادیت کے لیے نئے اسالیب پیدا کرنا۔

– مثلاً دوا لینے کے لیے یہ تاکید کہ نماز پڑھ کر اور دُعا مانگ کر لی جائے۔

– مختلف تکالیف کے لیے بعض آیات اور بعض دُعائیں (مختصر) مطبوعہ مہیا کرنا اور تاکید کرنا دوا لیتے ہوئے یا تکلیف زیادہ ہو تو یہ پڑھا جائے۔ اسمائے الٰہی بھی ہو سکتے ہیں۔

– دورانِ علاج حرام رزق سے پرہیز کیا جائے۔

– ہر روز ایک روٹی یا ایک آنہ (دس پیسہ) خیرات کر دیا جائے۔

– تکلیف رفع ہونے پر ۲ رکعت نماز شکرانہ ادا کرنے کی تلقین، یا خوش حال لوگوں کو صدقہ کی تلقین۔

– ہر مریض کو 'شفا' کے عنوان سے لکھا ہوا ایسا مختصر لٹریچر (دو یا چار ورق تک) مہیا کرنا ہے جس میں خدا سے تعلق، خوش اخلاقی، خدمتِ خلق، انفاق فی سبیل اللہ اور دین کی سربلندی کے لیے دل لگا کر کام کرنے کو بنیادی ذریعۂ شفا قرار دیا جائے۔ اس قسم کی تحریروں کو ہر تین ماہ بعد بدلا جا سکتا ہے، مقصد اپنی جگہ برقرار رہے۔

○ فری ٹیکہ لگانے کے انتظامات — غریب مردوں کے لیے، خواتین کے لیے۔

○ اب اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ماڈرن خواتین کے بڑھتے ہوئے کام کے بالمقابل ہمارے ہاں بھی سلائی کڑھائی، خانہ داری اور دستکاری سکھانے کے مراکز ہوں۔ جہاں فیس لے کر ماہر استانیوں کے ذریعے کام سکھایا جائے۔ ایسے ادارں میں اسلامی رُوح کو غالب رکھنے کے لیے ان کا آغازِ کار ہر روز درس سے ہو۔ ان میں آنے

والوں کو کم سے کم درجے کی پابندیٔ حجاب پر کاربند کیا جائے اور انہیں ہفتہ میں ایک دو لیکچر کے ذریعے فتنہ ہائے عصرِ رواں (بحوالۂ ملکی حالات) سے چوکنا رکھا جائے۔ ان میں اسلامی دعوت و تبلیغ کا جذبہ پیدا کر دیا جائے۔

○ بعض اچھے گھروں یا حویلیوں یا ہالوں میں خواتین کے نیم تفریحی اجتماعات جن میں کچھ خواتین گھرداری، لباس، کھانوں، حفظانِ صحت اور تربیتِ اطفال پر اظہارِ خیال کریں، نیز اپنی دستکاریوں کی نمائش لگائیں اور ان کو فروخت بھی کریں۔ ایسے اجتماعات یا مقامات پر نہ مردوں کا داخلہ ہو اور نہ فوٹو گرافی کی جائے۔ حجاب اور پردے اور خواتین کے مختلف مسائل پر بھی گفتگوئیں کی جاسکتی ہیں۔

○ جتنے زیادہ مقامات پر ممکن ہو، تحریکی خواتین مردوں کے تعاون سے زچہ و بچہ سنٹرز قائم کریں اور ان کے ذریعے مریض اور تیماردار خواتین میں اپنا پیغام پھیلائیں۔

○ خواتین گھروں میں قرآن ناظرہ اور تعلیمِ نماز کے مراکز قائم کریں۔

○ "اسلامی ڈرگ بنک" کا قیام بھی نہایت مفید ہوسکتا ہے۔ دنیا میں ریڈ کراس اور دوسری رفاہی تنظیمیں یہ کام کرتی ہیں۔ انڈیا میں ایسا تجربہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بھی بعض ہسپتالوں میں پرانی دوائیں جمع کرانے کے کاؤنٹر ہیں، مگر اس سلسلے میں کوئی تحریک نہیں۔

اس کام کے کرنے کا باقاعدہ طریقہ یہ ہے کہ اخبارات میں اعلان کیا جائے کہ جن لوگوں کے ہاں بچے ہوئے ٹیکے یا دوائیں پڑی ہوں وہ انہیں ضائع ہونے سے بچائیں اور ہمارے دفتروں میں جمع کرا کے ضرورت مند مریضوں کی خدمت کا ذریعہ بنیں اور ثواب حاصل کریں۔ ایسی دوائیں چند مرکزوں پر جمع ہوں، پھر ڈاکٹر حضرات ان کا معائنہ کریں اور جو زائد المیعاد ہوگئی ہوں یا جن کا استعمال دیر تک کھلے رہنے کی وجہ سے مناسب نہ ہو انہیں تلف کرا دیا جائے۔ بقیہ صحیح دواؤں کو اپنے قائم کردہ طبی اداروں میں زیرِ استعمال لایا جائے۔

○ جس طرح ادبی و علمی دلچسپی کے لیے حلقے بنائے جاتے ہیں، اسی طرح سیاسی، معاشی اور

عام مسائل پر مشترک مجالس میں بحثیں اُٹھانے کے لیے مختلف فورم اور پلیٹ فارم بنائے جائیں۔ ایسی مجالس میں معاشرے کا ہر اہم مسئلہ زیرِغور آئے اور ہر نقطۂ نظر سے اس پر روشنی پڑے۔ اہتمام یہ ہونا چاہیے کہ اختلافات کی تو گنجائش ہو، اہلِ فتنہ کو نفوذ نہ کرنے دیا جائے اور کارِفرما قوت کا محورِ فکر و نظر اسلام ہو۔

٥ — شہروں اور قصبوں میں صحت مند ذہن کے وکیلوں اور ڈاکٹروں اور انجینئروں اور اقتصادی عالموں کے الگ الگ حلقے بھی تشکیل پانے چاہئیں، جن میں اسلامی نقطۂ نظر سے اپنے اور معاشرے کے مسائل و احوال پر بحثیں کر کے وہ خاص خاص نتائج نکالیں، حکومت سے مطالبہ بھی کریں اور عوام کی تربیت و رہنمائی کا فرض بھی انجام دیں۔

٥ — وسیع تحریکی حلقۂ اثر کو سامنے رکھتے ہوئے بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ نہ صرف معروف لکھنے والے اپنے ادبی حلقے منظم کریں، بلکہ ہر بڑے مقام پر نوجوان طلبہ بھی بعض ساتھیوں کو خاص طور پر اس مہم پر لگائیں۔ اسی طرح خواتین اور طالبات مل کر اپنے اپنے ادبی حلقے بنائیں۔ ان سارے حلقوں کے وابستگان کبھی کبھار اکٹھے ہو کر بھی اجلاس کر سکتے ہیں۔

٥ — ایسے حلقہ ہائے مطالعہ کا قیام جن میں اپنے لوگوں اور نوجوانوں کے ساتھ باہر کے نوجوان بھی شریک ہوں۔ ان کا طریقِ کار یہ ہو کہ ہر اجلاس میں اسلامی اور جدید علوم اور احوالِ تازہ کے متعلق کتابوں کو پہلے سے پڑھ کر ان کی تلخیص پیش کی جائے اور اگلے اجلاس کے لیے پھر کچھ شرکا مختلف موضوعات — مثلاً تفسیر، ادب، سائنس، تاریخ، خلائی تحقیق، ایٹمی تجربات، کمپیوٹر کی ترقیات، سوشلزم اور اسلامی تحریکات — میں سے کچھ موضوعات پر بہترین تازہ کتب کا مطالعہ اپنے ذمے لیں۔ صدارت کوئی ایسا ذہین شخص کرے جو جدید علوم و انکشافات اور جدید مدنیات وغیرہ کی کمزوریوں اور تاریکیوں کو بھی واضح کرے اور قرآن کو علوم کی کسوٹی کے طور پر پیش کرے۔

ادبی حلقوں کی مانند سائنس کلب، اقتصادیات کلب، فلاسفی کلب وغیرہ

حلقے بھی کالجوں میں بنائے جاسکتے ہیں۔ (یا بنے ہوئے حلقوں سے کام لیا جاسکتا ہے)

۵۔۔ مختلف موضوعات (دینی، معاشرتی وسیاسی) کے متعلق کانفرنسیں۔ (۱) خالص اپنی ۲۔ اپنے اسٹیج پر کچھ قریب الخیال اصحاب کو بھی مدعو کرنا۔ ۳۔ مشترک انتظامات کے تحت اجتماعات۔

۔۔ سیرت کانفرنسیں (ہر بڑے شہر میں زیادہ سے زیادہ بڑے پیمانے کی)

۔۔ ہجرت کانفرنسیں (فلسفۂ ہجرت اور انبیاء کی ہجرت کے واقعات خصوصاً رسولِ آخرالزمان کی ہجرت کی تفصیلات)۔

۔۔ جہاد کانفرنسیں ۔۔ بنیادی حقوق کانفرنسیں ۔۔ اسلامی جمہوریت کانفرنس
۔۔ قرآن کانفرنسیں ۔۔ اجتہاد کانفرنس ۔۔ اہم وقتی مباحث پر کانفرنسیں۔

۔۔ اہم دینی ایام اور شخصیتوں کے متعلق اجلاس (ہال میں، مسجدیں یا شامیانوں کے نیچے) مثلاً یوم بدر، یومِ فتح مکہ، یوم بابِ اسلام، یوم پاکستان۔ (۲۳ مارچ)

شخصیتیں ۔۔ چاروں خلفائے راشدین، حضرت امام حسین، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا محمد علی جوہر، مولانا مودودی، قائداعظم، علامہ اقبال ۔۔ و دیگر بزرگانِ رفتہ۔

۔۔ لٹریری حلقوں کی مدد سے مشاعروں اور بڑے ادبی اجتماعات اور مذاکرات کا انتظام۔

۵۔۔ اگر موقع ملے تو ریڈیو اور ٹیلی وژن سے:۔

تقاریر پیش کرنا۔

ان کے مذاکرات میں مدعو کیا جائے تو شریک ہونا۔ (ہر قسم کے موضوعات ۔۔ علمی، معاشرتی، اقتصادی، ادبی)۔

ان کے مشاعروں میں حصہ لینا۔

o — اپنے منتخب نمائندوں سے تعاون کرنا، ان کے دفاتر سے رابطہ، ان کو عوامی مسائل و شکایات سے آگاہ کرنا، ان کے لیے خاص اجتماعات یا تقاریب منعقد کرنا۔ اجنبی حلقے میں کسی تقریب یا اجتماع کے لیے جانا ہو یا دورہ کرنا ہو تو ایک گروہ کا ساتھ دینا۔

جدید لٹریری و صحافیانہ کام

o — وقت کے ابھارے ہوئے بڑے بڑے اہم موضوعات پر نئے سرے سے تحقیق کرکے، نئے اسلوب سے کتابوں کی تیاری۔ منفی طرز سے بڑھ کر مثبت پر زور۔

o — عوامی تبلیغی لٹریچر کے سلسلے میں مکالماتی طرز پر ایسا لٹریچر تیار کرنا جس کا پیرایۂ آغاز کسی بھی عام قضیے سے شروع ہو اور پھر آہستہ آہستہ اس کا حل بتایا جائے۔

o — اہم مقامات میں اخبارات میں اٹھنے والی بحثوں سے متعلق مضامین اور مراسلے لکھنے پر دو دو، تین تین افراد کی ٹیمیں مقرر کی جائیں جو ہفتے میں دو بار جمع ہوکر مشورہ کریں اور کوئی سینیر آدمی ان کی رہنمائی کرے۔ تحریریں اسٹریوٹائپ نہ ہونی چاہییں جن کی عادت پڑچکی ہے۔ خاص صورتوں کے علاوہ مخالفت کے جنگی انداز کے بجائے، افہام و تفہیم کا انداز اختیار کیا جائے۔

o — ادب کے دائرے میں اب تک جو فوقیت غلط رجحانات کو حاصل رہی ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے، خدا پرستانہ تعمیری ادب کے میدان میں کام کیا جائے، جو کام ہوچکا ہے اسے سامنے لایا جائے اور تحریکی دائروں میں ادب کی اہمیت کا احساس پیدا کیا جائے۔

پارلیمانی گروپ کی ذمہ داریاں

— پارلیمانی دائرے میں بہترین پرفارمنس۔

o — بات کرنے کا موقع اپنی ہمت سے خود نکالنا۔ جس کی صورتیں حسب ذیل ہیں۔ کسی چلتی بحث میں حصہ لینا۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا۔ تحریک استحقاق۔

تحریک التوا۔ تجاویز۔

کسی بھی ایسے معاملے میں بات اٹھانے میں پہل کرنا جو پیش نظر ہو اور جس پر حکومت یا کسی اور گروہ کی طرف سے معاملہ اٹھانے کا امکان ہو۔

کوئی دن اور کوئی سیشن اور کوئی بجٹ اس سے خالی نہ جائے کہ ہمارے لوگوں میں سے ایک یا چند اصحاب نہ بولیں اور اخبارات میں ان کی کارکردگی سامنے نہ آئے۔

۵۔ ضروری معلومات کے ساتھ تیاری

جن موضوعات پر بولنا ہو ان کے متعلق پچھلی سرکاری کارکردگی، عوامی شکایات، سابق سیاسی بیانات اور اعداد و شمار کا مطالعہ کر لینا اور نوٹس فائل میں موجود رکھنا۔

بجٹ سیشن کے لیے بجٹ کے خاص خاص پہلوؤں پر تقاریر کی مخصوص تیاری۔ نیز معاشرے کے مسائل کو مختلف ارکان میں تقسیم کر کے انہیں اپنے اپنے موضوع پر خصوصی تیاری میں مصروف کرنا۔ قواعد کارروائی اور گذشتہ نظائر اور برطانوی، بھارتی پارلیمنٹ کے نظائر پر عبور حاصل کرنا۔ ہو سکے تو آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ، فرانس وغیرہ کی پارلیمانی تاریخ پر نظر رکھنا۔

دنیا کی بڑی پارلیمنٹوں کی کارروائی پر کتابیں دیکھنا اور ممتاز پارلیمانی ماہرین کے کاموں کا احاطہ کرنا۔

پارلیمنٹ کے کام کے متوازی پبلک پلیٹ فارم اور پریس سے اس طرح اظہار خیال کرنا کہ ہر طرح کی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو جائے اور باہر کا کام اندر کے کام کو اور اندر کا کام باہر کے کام کو تقویت دے۔

عوامی دائرے میں

۵۔ تمام نمائندوں کو اپنے حلقوں کے عوام کی روایتی تقاریب کے علاوہ ان کی سماجی سرگرمیوں

میں حصہ لینا چاہیے۔

o — ہر نمائندہ اپنے حلقے میں کم از کم ایک (زیادہ بھی ہو سکتے ہیں) دفتر قائم کرے، جہاں مقررہ اوقات پر کوئی نہ کوئی ذمہ دار کارکن موجود رہے۔

اس دفتر میں اور اس کے علاوہ دو چار پوائنٹس پر خاص احباب کے ڈرائنگ روموں میں بھی یہ انتظام ہو کر سیشن سے فارغ ہونے کے بعد ہر ہفتے مقررہ دنوں اور اوقات پر "نمائندہ" ان جگہوں پہ موجود رہے۔

مقررہ دنوں اور اوقات میں عام باشندے اپنے مسائل اور شکایات لے کے آئیں۔ درخواستیں لائیں۔ جن کا اندراج کیا جائے، ان کے معاملات کی سرسری تحقیق کی جائے، کاغذات وغیرہ دیکھے جائیں، اور پھر جس معاملے میں جو کچھ کرنا ہو، نوٹ کر لیا جائے۔

o — اپنے حلقے میں گشت کرتے ہوئے اور محلے محلے کے افراد کے اجتماعات میں شریک ہوتے ہوئے وہاں کے خاص مسائل — بالخصوص سرکاری محکموں کی طرف سے کسی طرح کی زیادتی یا کسی فرد یا گروہ کی مجرمانہ سرگرمیوں کا خصوصی نوٹس لیا جائے۔

o — صوبے یا ملک میں کسی بھی جگہ کوئی اہم واقعہ رونما ہو، ہمارے نمائندوں میں سے جن کے لیے بھی ممکن ہو ان کو وہاں پہنچنا چاہیے۔ سرکاری کارکنوں اور عوام سے رابطہ کر کے صحیح صورتِ حال معلوم کرنی چاہیے۔ پھر ایسے امور کو اہم سرکاری افسروں کے نوٹس میں لانے کے علاوہ ضرورت ہو تو پارلیمنٹ میں بھی اٹھایا جائے۔ تیز پریس میں بیان بھی دیا جا سکتا ہے۔

o — خصوصیت سے یہ دیکھا جائے کہ کہیں رشوت گیری کا نظام تو موجود نہیں، جگا ٹیکس تو وصول نہیں کیا جاتا۔ جوئے یا بدکاری یا شراب اور ہیروئن کی فراہمی کے اڈے تو نہیں ہیں۔ کوئی ادارہ فحاشی تو نہیں پھیلا رہا۔ مزدوروں یا کسانوں کو مظالم کا سامنا تو نہیں۔

لوگوں کے بہت سے کام ٹیلی فون یا چٹھی کے ذریعے کیے جا سکتے ہیں۔

سرکاری دفاتر اور اداروں میں

○ — وقتاً فوقتاً مختلف سرکاری دفتروں اور اداروں کا معائنہ کیا جائے — جیسے تھانے، جیل، تعلیم گاہیں، شناختی کارڈوں کے دفاتر، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈے وغیرہ۔ مرکزی اور صوبائی ممبران اپنے اپنے دائرہ کار کا لحاظ رکھیں۔
ان معائنوں کا ایک مقصد تو عمومی جائزہ ہو، دوسرے یہ کہ اگر کسی سلسلے میں شکایات موصول ہوئی ہوں تو حالات کو بچشم خود دیکھ لیا جائے اور ذمہ داروں سے بالمشافہ بات ہو جائے۔

مشاورتی مذاکرات

○ — ہر شہر اور قصبے میں یہ اہتمام کہ مختلف اہم موضوعات پر — مثلاً خارجہ پالیسی، اقتصادی بہبود، صنعت و زراعت یا تجارت، تعلیم، بنیادی حقوق، قانونی مباحث، قومی صحت، بجٹ، ترقیاتی پالیسی، مزدوروں کے مسائل اور خواتین کے امور، جرائم وغیرہ — سے متعلق وکلا، اساتذہ، اقتصادی ماہرین، دانشوروں، اور علماء کو جمع کر کے مذاکرات کرائے جائیں۔ اس طرح مشورے کا حاصل ہو گا، مختلف نقطہ ہائے نظر بھی سامنے آئیں گے اور ربط و اثر کا دائرہ بھی وسیع ہو گا۔

(باقی)

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ (ادارہ)